



رمضان سے پہلے

رمضان کا مبارک مہینا قریب آ رہا ہے، مگر اُس کی رحمتوں اور برکتوں سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو صبر و تقویٰ کی اس سالانہ تربیت گاہ میں داخل ہونے سے پہلے اُس کے لیے تیاری کرے، جو اس فیضانِ رحمت سے پہلے اس طرح اُس کا مضبوط بنے کہ رمضان کا اجر کرم برے تو اُس کا ربانی ذوق اُسے اپنے دل و دماغ میں پوری طرح جذب کر سکے۔ رمضان کو پانے والے صرف وہ لوگ ہیں جو سال بھر روزہ دارانہ زندگی گزاریں۔ جو لوگ سال کے بقیہ دنوں میں غیر روزے دار چلے ہوں، اُن کے لیے رمضان، بلاشبہ صرف اُسی بے روح 'مذہبیت' کی دھوم اور اُسی دنیا پرستانہ کلچر میں اضافے کے ہم معنی ہو گا جس میں وہ اس سے پہلے زندگی گزار رہے تھے۔ یہ بلاشبہ مومن کا طریقہ نہیں کہ غفلت کی زندگی گزارتے ہوئے اچانک وہ رمضان کے مہینے میں داخل ہو اور پھر بھوک پیاس کی حالت میں بے روح طور پر چند مراسم ادا کرتے ہوئے پورا مہینہ اس طرح گزار دے کہ محرومی کے سوا اور کوئی چیز اُسے حاصل نہ ہو سکے۔

خالق نے ماہ و سال کی گردش کا نظام اس طرح مقرر کیا ہے کہ اُس میں سے ایک مہینے کو رمضان کے لیے خاص کر دیا گیا ہے۔ یہ گویا بندے کے لیے اُس کے پروردگار کی طرف سے ایک سنہرا موقع اور حدیث کے الفاظ میں، وہ لطیف ربانی جھونکا ہے جس کے بعد محرومی کبھی اُس کا مقدر نہیں بن سکتی۔

۱۔ 'إِنَّ لِرَبِّكُمْ فِي أَيَّامٍ دَهْرَكُمْ نَفَحَاتٍ، فَتَعَرَّضُوا لَهَا، لَعَلَّ أَحَدَكُمْ أَنْ يَصِيبَهُ مِنْهَا نَفْحَةٌ لَا يَشْقَى بَعْدَهَا أَبَدًا' (مجمع الزوائد ۱۰/۲۳۴)۔

اس لیے ضروری ہے کہ ایک مومن خدا کی اس اسکیم کو سمجھ کر رمضان کے مہینے میں داخل ہو۔ وہ اُن چیزوں کو رمضان سے پہلے ہی اختیار کر لے جنہیں رمضان میں اختیار کیا جانا چاہیے۔ جیسے وقت پر سونا اور جاگنا، حفظانِ صحت، ذکر و فکر، پاکیزگی، نمازوں کا اہتمام، راہِ خدا میں انفاق اور تلاوت و تدبر کے ساتھ قرآن مجید کے مختلف حصوں اور دعائے ماثور کو حفظ کرنا، وغیرہ۔ اسی طرح وہ اُن عادات و ممنوعات کو مکمل طور پر ترک کر دے جنہیں ترک کیے بغیر کوئی شخص سچا روزے دار نہیں بن سکتا۔ جیسے ذکر و تلاوت اور نماز و صدقات سے غفلت، جھوٹ اور جھوٹ پر عمل، بحث و تکرار، غیبت، عیب جوئی، فضول گوئی، سگریٹ اور منشیات جیسے 'خباثت' کی عادت، طہارت اور پاکیزگی کا عدم اہتمام، مجنونانہ حد تک موبائل اور سوشل میڈیا جیسی چیزوں کے استعمال میں اپنا وقت اور توانائی برباد کرنا، وغیرہ۔

رمضان سے پہلے اُس کی تیاری معروف معنی میں، کھانے پینے کے اُس مسرفانہ کلچر کی توسیع کا نام نہیں جسے غالب نے اپنے ایک فارسی شعر میں اس طرح بیان کیا تھا — روزے کا مقصد عبادت و ریاضت تھا، مگر رمضان کا مہینہ عموماً اب صرف گرمی افطار کی دھوم میں ایک مزید اضافہ بن کر رہ گیا ہے:

تن پوری خلقِ فغروں شد ز ریاضت
جز گرمی افطار نہ دارد رمضان ہج

اسی طرح رمضان کی تیاری ہر گز کسی قسم کی بے روح عملیات کی کثرت کا نام نہیں، یہ دراصل ایمان اور عمل صالح کی اُسی مومنانہ سرگرمی میں مزید اضافہ ہے جو ایک خدا پرست آدمی کی زندگی میں سال بھر جاری رہتی ہے — تزکیہٴ نفس، تقویٰ کی تربیت، شکر کا مزاج، لغو سے پرہیز، عبادت کا ذوق، غور و فکر، قرآن مجید سے تعلق، صالحین کی صحبت، خدا کے سچے بندوں کی سیرت کا مطالعہ، اصلاح و دعوت، صبر و غم خواری، انفاق، انسانی ہم دردی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، وغیرہ۔ رمضان سے پہلے اُس کی تیاری کے اس عمل کے لیے حدیث و سیرت اور اسلامی تاریخ میں واضح رہنمائی موجود ہے۔

☆ رمضان کی آمد سے پہلے ضروری ہے کہ آدمی سچی توبہ کرے۔ وہ غفلت اور بے دلی کے بجائے دعا اور شوق کے ساتھ اُس کا استقبال کرے۔ خدا کے سچے بندوں کا طریقہ یہ تھا کہ رمضان کی آمد سے پہلے رجب ہی سے اُن

کی زبان پر اس طرح کی دعائیں جاری ہو جاتی تھیں: 'اللہم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلّغنا رمضان'۔
☆ اسی طرح رمضان سے قبل اُن کی زبان پر اس طرح کی دعائیں جاری ہو جایا کرتی تھیں: 'اللہم سلّمني لرمضان، وسلّم رمضان لی، وسلّم لی متقبلاً'۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ماہ شعبان کے شروع ہوتے ہی اہل ایمان قرآن مجید کی تلاوت و تدبر میں منہمک ہو جاتے۔ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ غربا و مساکین کو رمضان کے روزوں کے لیے تقویت مل سکے: 'کان المسلمون إذا دخل شعبان أکبوا علی المصاحف فقرؤوها، وأخرجوا زکوٰۃ أموالهم تقویۃ للضعیف والمسکین علی صیام رمضان'۔

☆ رمضان کی تیاری کا ایک اہم عمل ماہ شعبان کے روزے ہیں۔ رمضان کے علاوہ، یہی مہینا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر روزے رکھتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے شعبان سے زیادہ آپ کو کسی اور مہینے میں روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

☆ رمضان کی عبادت کا ایک اہم حصہ قیام اللیل یا نماز تراویح میں قرآن مجید کو سننا ہے۔ افسوس کہ اب قرآن مجید سے تعلق کا یہ اجتماعی طریقہ محض ایک رسم بن کر رہ گیا ہے اور 'ثمن قلیل' (البقرہ ۲: ۴۱) پر تجارت قرآن کی گرم بازاری میں بہت سے امام اپنے مقتدیوں کی مجبوری یا رضامندی کے تحت برسر منبر و محراب اس طرح قرآن پڑھتے ہیں، گویا، نعوذ باللہ، وہ قرآن کو روند رہے ہوں۔ یہ بلاشبہ ان ائمہ اور نمازیوں کی طرف سے قرآن کی بدترین اہانت، اُس کا مذاق اور ایک سنگین جرم ہے۔ اس ظاہرے کا بنیادی سبب 'ختم قرآن' کا وہ خلاف سنت معیار ہے جس میں 'حق تلاوت' (البقرہ ۲: ۱۲۱) اور تدبر و تذکر (ص ۳۸: ۲۹) کے اصل مقصد کو

۳۔ مسند البزار، رقم ۲۰۳۲۔ "خدا یا، تو ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچنے کی توفیق عطا فرما۔"

۴۔ الدعاء للطبرانی، رقم ۸۳۹۔ "خدا یا، مجھے رمضان کے لیے اور رمضان کو میرے لیے درست رکھ، اور اُس کو سلامتی کے ساتھ میری طرف سے قبول فرما۔"

۵۔ لطائف المعارف، ابن رجب الحنبلی ۲۵۸۔

۶۔ بخاری، رقم ۱۹۷۰۔

۷۔ '... لا یكوننّ همّ أحدکم آخر السّورة' (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۸۷۳۳)، یعنی تم میں سے کسی شخص کا ہر گز یہ مقصد نہیں ہونا چاہیے کہ بس کسی نہ کسی طرح وہ قرآن کی سورتوں کو ختم کر لے۔

بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ غالباً یہی وہ حقیقت ہے جس کو بیان کرتے ہوئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ”نعم البدعة هذه، والتي ينمون عنها أفضل من التي يقومون“^۸۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی روشنی میں یہ کہنا درست ہو گا کہ اس قسم کی تراویح اور ’ختم قرآن‘ سے، بلاشبہ وہ قیام اللیل بہتر ہے جس میں حسب استطاعت اپنی یادداشت یا مصحف کی مدد سے قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا اور سنا جائے۔

دوران تراویح قرآن مجید سننے والوں کے لیے لازمی طور پر ضروری ہے کہ پیشگی طور پر سنجیدہ منصوبہ بندی کر کے وہ ایسے امام اور ایسی جگہ کا انتخاب کریں، جہاں ترتیل کے ساتھ وہ قرآن مجید کو سن سکیں۔ اسی کے ساتھ وہ اس بات کا اہتمام کریں کہ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور سنا جائے۔ اس سلسلے میں لازمی طور پر اس بات کا لحاظ نہایت ضروری ہے کہ چند دنوں میں ’ختم قرآن‘ اور ’شبینہ‘ جیسے مبتدعانہ طریقوں کو مکمل طور پر ترک کر دیا جائے۔ اس انقلابی عمل کے بغیر اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے خدا کے نزدیک عملاً نہ پڑھنے والے ٹھہریں^۹، اور ایک صحابی رسول کے الفاظ میں، بہت سے قاری ایسے ہوں جو قرآن سے ہدایت اور رحمت پانے کے بجائے صرف اس کی لعنت کے مستحق قرار پائیں^{۱۰}۔

(لکھنؤ، یکم اپریل ۲۰۱۹ء)



۸۔ بخاری، رقم ۱۹۰۶۔ ”یہ نئی چیز ٹھیک ہے۔ تاہم جس چیز—تہجد—کو چھوڑ کر یہ لوگ سوئے رہتے ہیں، وہ اس سے زیادہ افضل ہے۔“

۹۔ ’أولئك قروءا، ولم يقرؤوا‘ (احمد، رقم ۲۴۷۵۴)۔

۱۰۔ ’رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ‘ (احیاء علوم الدین ۱/۲۷۴)۔